یونیفارم سول کوڈ

کا نفاذ دین و دستور دونوں کے خلاف

سلسلہ نمبر: 179



جمعہ خطاب

07 جولائی 2023

/AIMPLB_Official

All India Muslim Personal Law Board
آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
سوشل میڈیا ڈیسک
SOCIAL MEDIA DESK

خطاب جمعہ: برائے ۷ رجولائی ۲۰۲۳ء

یونیفارم سول کوڈ کا نفاذ دین ودستور دونوں کے خلاف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، قال اللہ تعالیٰ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (القرآن)

ان کے لیے خوشخبری ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی زبردست کامیابی ہے۔

ہندوستان مختلف تہذیبوں اور متعدد مذاہب کے ماننے والوں کا ملک ہے، اور برابر یہاں کی خمیر میں ''مذہب'' شامل رہا ہے۔ مختلف مذاہب کے ماننے والے اس ملک میں اپنے مذہب پر پوری آزادی کے ساتھ عمل کرتے رہے ہیں، ماضی بعید میں جب مسلمانوں کے قافلہ نے اس سرزمین پر قدم رکھا اور ہندوستان کے مغربی ساحل پر اپنے خیمے نصب کیے، اس وقت کی تاریخ بتاتی ہے کہ متعدد مذہب کے ماننے والوں سے آباد یہ ملک مذہبی اعتبار سے آزاد تھا، اور مذہب وتہذیب سے وابستہ احکام وروایات پر حکومت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں تھی، تہذیبی رنگارنگی اور مختلف مذہب کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ان کی سماجی زندگی میں بے ربطی اور انتشار کا ذریعہ کبھی نہیں بنا۔ مسلمان جو ایک مستقل دین اور مکمل تہذیب کے ساتھ نہ صرف عبادتوں بلکہ شخصی معاملات میں بھی قانونی طور پر آزاد رہے، اور ابتدائی عہد کی تاریخ بتاتی ہے کہ جہاں ہندو معاملات ومسائل کے حل کے لیے ''برہمن'' متعین کیے جاتے تھے، مسلمانوں کے معاملات مسلم قاضیوں کے ذریعہ طے پاتے تھے۔ جنہیں اس وقت کی اصطلاح میں ''ہنرمند'' کہا جاتا تھا۔

ہندوستان میں ایک عرصہ تک مسلم حکومت قائم رہی۔ اس زمانہ میں بھی مسلم آبادی کے لیے ان کی عبادتوں کا نظام اور شخصی قوانین بحال رکھے گئے، اور مختلف مذہب کے ماننے والوں کے معاملات ان کے مذہب کے مطابق طے کئے جاتے رہے۔ مسلم عہد کے ختم ہونے کے بعد انگریزوں کے عہد میں بھی شخصی قوانین بحال رہے اور انگریزوں نے موجودہ صدی کے نصف اول میں تدریجاً اسلام کے شخصی قوانین کو دستور میں جگہ دی، جسے ''مسلم پرسنل لا'' کہا گیا، یہ دستور سازی دراصل اس حقیقت کا اعتراف تھا کہ مسلمان ان قوانین (جن کا تعلق شخصی اور عائلی زندگی سے ہے) سے دستبردار نہیں ہوسکتے، اور ایک ذمہ دار حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ پرسنل لا کی اہمیت محسوس کرے، اور اسے قانونی تحفظ دے۔

جب ہندوستان آزاد ہوا، اور ملک کا نیا دستور بنا تو اس میں بھی ''مسلم پرسنل لا'' کی قانونی حیثیت تسلیم کی گئی، اور طویل ترین ماضی کی روایات اور عوامی رجحان جس کی بنیاد مذہب پر ہے، کا احترام کیا گیا اور قانون سازوں نے صاف طور پر دستور ساز اسمبلی میں اعلان کیا کہ ''مسلم پرسنل لا'' میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اس وقت ڈاکٹر امبیڈکر نے یہ کہا تھا کہ یکساں سول کوڈ کو نافذ کرکے کوئی حکومت اپنے اختیارات کو استعمال کرکے مسلمانوں کو بغاوت پر آمادہ نہیں کرسکتی، میرے خیال میں اگر کسی نے ایسا کیا تو ایسی حکومت پاگل ہی ہوگی۔

وطنِ عزیز میں رائج قوانین کی دو اہم قسمیں ہیں، سول کوڈ (CIVIL CODE) اور کریمنل کوڈ (CRIMINAL CODE)، جس کے لئے اردو میں بالترتیب ضابطہ ''دیوانی'' اور ''فوج داری'' کی اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں۔ دوسری قسم ضابطہ فوجداری کے اندر جرائم کی سزائیں، اور بعض انتظامی امور سے متعلق قوانین آتے ہیں، مثلاً کسی جرم پر کیا سزا دی جائے گی اور مجرم کے لئے کیا اصول وضوابط ہوں گے اور انتظامی طور پر کس قسم کے اقدامات حکومت کرے گی؟ پہلی قسم سول کوڈ کے دائرہ میں وہ تمام قوانین آتے ہیں جن کا تعلق معاشرتی، تمدنی امور سے ہے۔ البتہ اس قسم کے ایک حصہ میں جسے ''پرسنل لا'' کہا جاتا ہے اس میں ملک کی بعض اقلیتوں کو ان کے مذہب کے لحاظ سے کچھ خصوصی شعبوں میں الگ قوانین پر عمل کرنے کا اختیار دے دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو ملک کے دستور میں یہ حق دیا گیا ہے کہ نکاح، طلاق، ایلا، ظہار، خلع، فسخِ نکاح، عدت، نفقہ، وراثت وصیت، ہبہ، ولایت، رضاعت، حضانت، وقف (خیراتی اور غیر خیراتی دونوں) سے متعلق مقدمات اگر سرکاری عدالتوں میں لے جائے جائیں اور دونوں فریق مسلمان ہوں تو سرکاری عدالتیں اسلامی شریعت کے مطابق ہی مذکورہ معاملات میں فیصلے کریں گی، ان قوانین کا مجموعہ ''پرسنل لا'' کہلاتا ہے۔ (یونیفارم سول کوڈ مسلم پرسنل لا اور عورت کے حقوق: 14)

ہندوستان میں ''یونیفارم سول کوڈ'' کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کو اپنی مذہبی ہدایات کے خلاف نکاح وطلاق جیسے معاملات انجام دینا ہوں گے، وصیت اور وراثت کے معاملہ میں بھی انہیں مذہبی قانون کے بجائے دوسرے قوانین پر عمل کرنا ہوگا، اسی طرح دوسرے مذہب اور رسم ورواج کے پابند لوگوں کو بھی اپنا مذہب چھوڑنا ہوگا، اپنے رواج کو مٹانا ہوگا، اور نئے قانون کا پابند ہونا پڑے گا۔ اس طرح یونیفارم سول کوڈ واضح طور پر ''مسلم پرسنل لا'' سے مختلف ایک قانون ہے۔ جس کے نفاذ کے بعد ''مسلم پرسنل لا'' کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، گویا مسلم پرسنل لا جس کی بنیاد قرآن وسنت ہے اور یونیفارم سول کوڈ کو یکجا نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت امیر شریعت مولانا سیّد محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (سابق جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) یکساں سول کوڈ کی حقیقت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ یونیفارم سول کوڈ کا شوشہ اہل سیاست کی زبان ہے، اور دلی کے دربار کو قبضہ میں لانے کی ایک نامناسب جسارت ہے۔ ہندوستان کسی ایک مذہب کے ماننے والوں کا ملک نہیں ہے یقین مانیے، اگر یکساں سول کوڈ نافذ ہوگا تو ہندوستان چرمرا جائے گا، ملک میں بے چینی پھیل جائے گی، یہ ملک کسی ایک مذہب کا ملک نہیں ہے، یہ ملک کسی ایک تہذیب کا ملک نہیں ہے، اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس ملک میں اللہ نے الگ الگ مذہب دیئے ہیں، ہر قسم کی تہذیب دی ہے، ہر رنگ کا سماج دیا ہے، الگ الگ قوانین ہیں، اور سب لوگ خوشی خوشی ان قوانین پر عمل کرتے ہیں، ان سارے قوانین کو ختم کر کے اگر ایک قانون نافذ کرنے کی کوشش کی گئی، اور اگر ایک قانون اس ملک میں لاگو کیا گیا تو دوسرے قانون پر عمل کرنے والے اور دوسرے قانون کو ماننے والے یہ سمجھیں گے کہ ان کا حق چھینا جارہا ہے، ان کا مذہب چھینا جارہا ہے، ان کی تہذیب چھینی جارہی ہے، اور انسان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے اپنے مذہب کی تبدیلی، اپنے کلچر کی تبدیلی اور اپنی زبان کی تبدیلی کسی قیمت میں بھی برداشت نہیں کرسکتا۔

یکساں سول کوڈ کا شوشہ ایک سازش ہے ملک کے خلاف، سازش ہے مسلمانوں کے خلاف، یہ سازش ہے، ہندوؤں کے خلاف، لوگ بڑے چکنے چہرے کے ساتھ، چکنی چپڑی باتیں کیا کرتے ہیں، کتنا مکروہ ذہن ہے ان کا، کتنا گندہ دل ہے ان کا، یہ سوچنے کی ضرورت ہے اور دیکھنے کی ضرورت ہے، دیکھنے والی نگاہ چاہیے، چشم بینا چاہیے تو اندازہ ہوگا وہ کتنی بے ایمانی کے ساتھ کام کررہے ہیں۔

یونیفارم سول کوڈ کا معاملہ کیا ہے؟ معاملہ یہ ہے کہ جو قانون ہے نکاح کا، جو قانون ہے طلاق کا، جو قانون ہے وراثت کا، جو قانون ہے ہبہ کا، جو قانون ہے وصیت کا، جو قانون ہے حضانت کا اور جو گھریلو کام کے قوانین ہیں اور جو شادی بیاہ کے قوانین ہیں ان سب کو ختم کردیا جائے، اور ایک قانون نافذ کردیا جائے۔ یہ بات بھی آج کل یونیفارم سول کوڈ کے عنوان سے کہی جارہی ہے کہ مرد وعورت کو ایک جیسے اختیارات دیئے جائیں گے ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلامی قانون ٹھیک نہیں ہے، مرد کو وراثت میں دہرا اور عورت کو ایکہرا، بھائی کو ڈبل اور بہن کو سنگل، بات سمجھ میں نہیں آتی، یہ بات درست نہیں ہے، یہ اسلامی قانون پر اعتراض کیا جاتا ہے، یہ اعتراض کرنے کی بات نہیں ہے۔ آدمی جوان ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کرتا ہے، بال بچے ہوتے ہیں، تمام تر اخراجات کی ذمہ داری شوہر پر آتی ہے، خرچ بیوی کے اوپر عائد نہیں ہوا کرتا، نفقہ کی ذمہ داری، کھانے پینے اور پہننے کی ذمہ داری، اولاد کی ذمہ داری سب شوہر پر ہے، ساری مالی ذمہ داریاں مرد پر ہیں، جس پر مالی ذمہ داری زیادہ ہے، اس کا وراثت میں حصہ زیادہ، اور جس پر مالی ذمہ داری کم ہے، اس کا وراثت میں حصہ بھی کم ہے، عقل کے مطابق یہی قانون ہے، عقل کے مطابق وہ قانون نہیں ہے جس میں گدھے گھوڑے سب برابر کردیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مخصوص صفات کے ساتھ مرد کو پیدا کیا ہے، اور مخصوص صفات کے ساتھ عورت کو پیدا کیا ہے، دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ، ایک کی ذمہ داری گھر کی، دوسرے کی ذمہ داری باہر کی، مرد باہر کھیت کھلیان میں، دفتر میں، آفس میں، بازار اور شہروں میں محنت کرے اور کمائے، اور عورت رہے گھر میں اور بچوں کی تربیت وپرورش کرے، یہی بنیادی بات ہے، اور یہی اسلامی فکر ہے۔

اب اگر نیا قانون لاگو ہوتا ہے، تو سب ایک پلڑے میں، سب ایک درجے میں، نکاح دوسرے طریقہ پر اور طلاق دوسرے طریقہ پر، ظاہر ہے یہ بات قابل قبول نہیں ہے، اور مسلمانوں کے لیے یہ بات اس لیے بھی قابل قبول نہیں ہوگی کہ نکاح طلاق کا طریقہ، وراثت ووصیت کا طریقہ، ہبہ اور حضانت کا طریقہ یہ سب قرآن مجید سے ثابت، سنت رسول سے ثابت ہے، اور ہم اس کے خلاف نہیں جاسکتے، یونیفارم سول کوڈ کو ہم مسلمانوں کے خلاف سمجھتے ہیں، ہندوؤں کے خلاف سمجھتے ہیں، عیسائیوں کی خلاف سمجھتے ہیں، سکھوں کے خلاف سمجھتے ہیں، اور خود اس ملک کے خلاف سمجھتے ہیں، اگر اس ملک میں مذہب کو بدلنے یا مذہب کو توڑنے کی کوشش کی گئی تو ہم اس کے خلاف آواز اٹھائیں گے، اور قانونی دائرے میں رہتے ہوئے اپنا جمہوری حق استعمال کریں گے۔ کل

بھی ہم نے اس ملک کی آزادی کے لیے قربانیاں دی تھیں اور آج بھی ہم اس ملک کی حفاظت کے لیے قربانیاں دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ایڈوکیٹ عبدالرحیم قریشی صاحب مرحوم (اسٹنٹ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) یکساں سول کوڈ کی حقیقت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''پرسنل لا کے معاملات میں کسی اور قانون پر چلنے کے لئے مسلمانوں کو کہنا یا مجبور کرنا ارتداد کی دعوت نہیں تو کم از کم مذہبی احکامات کی کھلی خلاف ورزی کی دعوت ضرور ہے، بے شک کوئی مسلمان ایسی دعوت قبول نہیں کرسکتا۔''

مسلمان'' یونیفارم سول کوڈ'' کے مخالف ہیں، ہندوؤں کا مذہبی طبقہ بھی اس سے اتفاق نہیں رکھتا۔ مسلمانوں کے اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ'' یونیفارم سول کوڈ'' مذہبی تعلیمات سے متصادم ہے، اس کے نفاذ کے بعد عائلی اور شخصی زندگی میں قرآن وسنت کی ہدایات سے دستبردار ہونا پڑے گا، اور ایک ایسے قانون کو اپنی زندگی میں نافذ کرنا پڑے گا جس کے نتیجے میں مذہب کی مقرر کی ہوئی حدیں مٹ جائیں گی اور فرد کی شخصی زندگی سے حلال وحرام کا وجود ختم ہو جائے گا، مسلمان اس کے لیے تیار نہیں ہیں کہ وہ ان قوانین کے ذریعہ اپنی عائلی اور شخصی معاملات ومسائل کا حل نکالیں جن کا ہر قدم پر مذہب سے ٹکراؤ ہوتا رہے۔

جن لوگوں نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ہے اور اسلام کو بعض دوسرے مذاہب کی طرح عبادات اور رسم ورواج کا مجموعہ سمجھتے ہیں، انہیں یکساں شہری قوانین کے نفاذ کے خلاف مسلم رائے عامہ کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکتی اور جو لوگ مسلمانوں کی مذہب سے وابستگی کا علم نہیں رکھتے وہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ مسلم رائے عامہ اس مسئلہ پر کتنی مضبوط ہوسکتی ہے لیکن مسلمانوں کی مذہب سے بھرپور وابستگی اور اسلامی تعلیمات کی وسعت انہیں اجازت نہیں دیتی کہ وہ شخصی زندگی کے مذہبی قوانین سے دستبردار ہوں، کیونکہ یہ مذہبی قوانین بھی دین کا ایک اہم حصہ ہیں، اور ان کی بنیاد بھی اسی طرح قرآن وسنت میں موجود، ہے جس طرح نماز۔ روزہ اور دوسرے عبادات کی۔

ہر مذہب کے ماننے والوں کے کچھ تہذیبی امتیازات ہوتے ہیں جن کا تعلق بڑی حد تک'' پرسنل لا'' سے ہوا کرتا ہے بعض مذاہب کے یہ امتیازات مذہبی تعلیمات کی بنیاد پر نہیں بلکہ رسم ورواج اور جغرافیائی حالات کے ماتحت ہیں، مسلمانوں کے بھی تہذیبی امتیازات ہیں۔ جن کی بنیاد مذہبی تعلیمات پر ہے، مسلمان آمادہ نہیں ہیں کہ وہ تہذیبی امتیاز سے دستبردار ہوں، اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان بلاوجہ امتیازی نقطۂ نظر یا علیحدگی پسندی کا جذبہ رکھتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ تہذیبی امتیاز، مذہبی تعلیمات کی بنیاد پر ہے، یوں بھی تہذیبی رنگارنگی اور عائلی زندگی کے طور طریقوں کی جداگانہ نوعیت کا نتیجہ علیحدگی پسندی نہیں ہوا کرتا، علیحدگی پسندی، قومی معاملات سے بے تعلقی، مشترکہ سماجی ربط کی کمی، رفاہی کاموں سے دوری کی شکل میں سامنے آتی ہے۔ مسجد میں نماز نہ پڑھنے والا ہندو، مندر میں پوجا نہ کرنے والا مسلمان، گرنتھ صاحب پر عمل نہ کرنے والا عیسائی اور بائبل کے مقدس تعلیمات کو اپنے لیے غیر ضروری سمجھنے والے سکھ کو کبھی علیحدگی پسند نہیں کہا جاسکتا۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ اس ملک میں مختلف قسم کی قوم آباد ہیں ان کا الگ الگ زندگی گزارنے کا طریقہ ہے، اس ملک میں دلت بھی ہیں، ان کا طریقہ، ان کا رواج، ان کے یہاں کے کسٹمس دوسرے ہیں۔ اس ملک میں بہت بڑی آبادی پہاڑیوں کی ہے، ٹرائبل کی ہے، ان کے کسٹمس الگ ہیں، ان کے یہاں رواج الگ ہے اور وہ اس بات کے لیے تیار نہیں ہیں کہ اپنے رسم ورواج کو چھوڑ کر سرکار کے متعین کیے ہوئے رسم ورواج کی پابندی کریں، اس ملک کے اندر پوربی علاقوں میں چھ سات اسٹیٹ ایسے ہیں جن کا مذہب دوسرا، جن کی تہذیب دوسری، جن کا رواج دوسرا، جن کے طور طریقے الگ، اگر یکساں قانون لایا جائے گا تو یقین مانیے اس ملک میں بے اطمینانی اور بدامنی پھیل جائے گی اور اگر کسی ملک میں بے اطمینانی اور بدامنی پھیلتی ہے تو اس ملک کی سالمیت پر اثر پڑتا ہے۔

اس لیے موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم بیدار رہیں ہوشیار رہیں تیار رہیں ان ساری کوششوں کے خلاف جو ملک کو بانٹنے کے لیے کی جا رہی ہیں یا جو دین کو مٹانے کے لیے کی جارہی ہیں۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں ہماری بیداری ہماری چوکسی، ہماری ہمت اور ہمارا حوصلہ ملک کو صحیح سمت دینے کے لیے کافی ہے، اس کے ساتھ ہی ہم اپنے پڑوسیوں کو سمجھائیں، اپنے وطنی بھائیوں کو سمجھائیں کہ اس ملک کو غلط سمت میں لے جایا جارہا ہے، غلط رخ پر ڈالا جارہا ہے اس ملک میں لوگوں کو آپس میں بانٹنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ایسا ماحول بنائیں کہ ہر کوئی اس ملک میں امن وسکون کے ساتھ خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کرے، چاہے وہ کسی مذہب کے ماننے والے ہوں، کسی تہذیب پر عمل کرنے والے ہوں، کسی رسم رواج

کے پابند ہوں۔ ملک کو محفوظ رکھنے کے لیے ملک کو ایک رکھنے کے لیے ساری پبلک ایک زبان رہے آپس میں کوئی اختلاف نہ رہے کوئی اختلاف نہ مذہب کی بنیاد پر ہو تہذیب کی بنیاد پر ہو رسم ورواج کی بنیاد پر ہو، لوگ اپنے اپنے رسم ورواج پر عمل کرتے رہیں، اپنی اپنی تہذیبوں کے پابند رہیں، اپنے اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزاریں، مگر ملک کو مضبوط کرتے رہیں اور ملک کو پوری توانائی دیں، پوری طاقت دیں تاکہ یہ ملک ترقی کرے آگے بڑھ سکے اور یہ ملک دنیا کے نقشے پر سربلند ہو سکے۔

حضرات آپ سب کے علم میں ہے کہ حالیہ دنوں میں ہمارے ملک میں یکساں سول کوڈ کو نافذ کرنے کے لیے اقدامات تیز کر دیئے گئے ہیں اور الگ الگ مذاہب اور تہذیبوں کے اس ملک کو یونیفارم سول کوڈ کے ذریعے مذہبی اور تہذیبی آزادی سے محروم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اسی سلسلے میں لاکمیشن آف انڈیا نے ملک کے شہریوں سے یکساں سول کوڈ کے بارے میں رائے مانگی ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں بڑے پیمانے پر ای میل کے ذریعے لاکمیشن آف انڈیا کو جواب بھیجنا چاہئے اور یکساں سول کوڈ کی مخالفت کرنی چاہیے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس سلسلے میں ایک پورا سسٹم بنایا ہے جس کے ذریعے آسانی سے ای میل کیا جاسکے اور زیادہ سے زیادہ لوگ یکساں سول کوڈ کی مخالفت میں جواب درج کرا سکیں۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے ملک کے حالات کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ابھی ہم لوگوں کو یکساں سول کوڈ کے سلسلے میں صرف اپنا جواب داخل کرنے اور اس کی مخالفت تک محدود رہنا چاہیے۔ یہ مرحلہ عوامی احتجاج یا سڑکوں پر نکلنے کا نہیں ہے۔ ملک کے موجودہ کا یہ تقاضا ہے کہ ہم ہوش وحواس کے ساتھ ہمت وحکمت پر مبنی طریقہ کار اختیار کریں اور وہ راہ اپنائیں جس سے ملت اسلامیہ کو کوئی ضرر یا نقصان نہ ہو، ابھی کا مرحلہ اپنی رائے کے اظہار اور لاکمیشن آف انڈیا کو جواب دینے کا ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس سلسلے میں ایک لنک بھی تیار کی ہے اور QR کوڈ بھی بنایا ہے۔ یہ لنک اور QR کوڈ بڑے پیمانے پر سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے عام کیا جاچکا ہے۔ تمام لوگوں کو اس لنک یا QR کوڈ کو استعمال کر کے ای میل کے ذریعے اپنی رائے ضرور دینی چاہئے، تمام مصلیان کرام سے گذارش ہے کہ اگر اب تک انہوں نے ای میل نہ کیا ہو تو مسجد میں اسٹیکر لگایا گیا ہے اسے اسکین کر کے اس پر جواب بھیج دیں۔ مسجد کے باہر مسجد کمیٹی کے ذریعے ان شاء اللہ QR کوڈ کی پرچیاں بھی تقسیم کی جائیں گی ان کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ QR کوڈ یا لنک استعمال کرنے کا طریقہ بھی آپ باہر کھڑے نوجوانوں سے سمجھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اس موبائیل نمبر (9834397200)(8623925611) پر رابطہ کریں آپ کو تفصیل سمجھا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان مشکل حالات میں ہم کا حامی اور ناصر ہو اور ملت اسلامیہ ہندیہ کی حفاظت فرمائے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین

سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

ہر ہفتہ خطاب جمعہ حاصل کرنے کے لیے درج ذیل نمبر پر اپنا نام اور پتہ ارسال کریں:

9834397200

یونیفارم سول کوڈ کے خلاف اپنا جواب داخل کریں

1: نیچے دیئے گئے بارکوڈ کو اپنے موبائل کے اسکینر سے اسکین کریں۔

2: ویب سائٹ اوپن ہونے پر زبان کا انتخاب کریں، اس کے بعد Open Gmail کے اوپشن پر کلک کریں۔

3: جی میل اوپن ہونے پر Send کے بٹن پر کلک کر دیں، آپ کا احتجاج درج ہو جائے گا۔

No UCC
We Oppose Uniform Civil Code

یا اس لنک کو براؤزر میں ٹائپ کر کے سرچ کرنے پر بھی ویب سائٹ اوپن کی جا سکتی ہے۔

https://tinyurl.com/nouccisAIMPLB

سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ | 8788656520

समान नागरिक संहिता के विरुद्ध अपना जवाब दर्ज करें

१. नीचे दिए गए बार कोड को अपने मोबाईल स्कैनर से स्कैन करें।

२. वेबसाइट खुलने पर भाषा का चयन करें, उसके बाद Open Gmail के ऑप्शन पर क्लिक करें।

३. जीमेल खुलने पर Send के बटन पर क्लिक कर दें, आपकी आपत्ति दर्ज हो जाएगी।

No UCC
We Oppose Uniform Civil Code

या इस लिंक को ब्राउज़र में टाइप करके सर्च करने पर भी वेबसाइट खोली जा सकती है।

https://tinyurl.com/nouccisAIMPLB

सोशल मीडिया डेस्क ऑल इंडिया मुस्लिम पर्सनल लॉ बोर्ड | 8788656520

Submit Your Answer Against The Uniform Civil Code

1: Scan the below barcode with your mobile scanner.

2: Select the language when the website opens, then click on the open gmail option.

3: When Gmail opens, click the send button, your protest will be registered.



Or the website can be opened by typing the link in the browser and searching.

https://tinyurl.com/nouccisAIMPLB